حال دل کس کو بتاؤں

ثوبیہ امجد کے قلم سے

ناول ہی ناول پبلیشرز

انتباہ!

یہ سلسلہ وار ناول ہماری ویب ناول ہی ناول نے رائٹر کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔اس سلسلہ وار ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس سلسلہ وار ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس سلسلہ وار ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے

اس سلسلہ وار ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے ہماری جی میل پر رابطہ کریں

Novel Hi Novel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول کی ویب سائیٹ یا "صداقت آن لائن ڈائجسٹ، صائمہ آن لائن ڈائجسٹ یا سپر ریڈنگ میٹریل میں بھی دینا چاہتے ہیں تو بھی رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

Www.NovelHiNovel.Com

NovelHiNovel

NovelHiNovel@Gmail.Com

Support@NovelHiNovel.Com

03155734959

قسط 22

حال دل کس کو بتاؤں

از ثوبیہ امجد

آج رزلٹ تھا-آخری سمیسٹر تھا توسب سٹوڈنٹس کو بلایا گیا تھا ایک شاندار پارٹی دی گئ تھی-اور رزلٹ کارڈ سب کو دے دیا گیا تھا-سب ہی طالبعلم وہاں موجود تھے اور خوش بھی تھے-ان کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی لیکن آج میگھا موجود نہیں تھی- جسے سب سے پہلے یہاں ہونا چاہیے تھا وہ یہاں نہیں تھی اسے سٹیج پر رزلٹ لینے کے لیے بلایا گیا تھا- لیکن وہ ہوتی تو آتی وہ چلی گئ تھی ہمیشہ کے لیے چلی گئ تھی شائد وہ یہاں کبھی آتی-سب نے ہی یہ بات نوٹ کی تھی-لیکن کسی کو فرق پڑتا یا نہیں ارحم کو ضرور فرق پڑا تھا-اسے معلوم نہیں کیوں وہ ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی-اسے لگتا تھا وہ جیسی دیکھائی دیتی ہے وہ ویسی نہیں ہے یہ اس کا بناوٹی چہرہ ہے اس کا اصل کچھ اور ہے وہ چھپی ہوئی ایک پہیلی ہے جسے سلجھانا اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک کہ وہ خود ساتھ نہیں دے-پارٹی ختم ہونے کے بعد جیسے ہی وہ گھر لوٹا تھا بجھا بجھا سا تھا ایک تعلق جو میگھا سے اس کا بن چکا تھا وہ نہ تو نبھ پایا تھا اور نہ ہی وہ اسے سدھارنے میں کامیاب ہو پایا تھا-ایک کسک احساس کی اس کے

اندر تھی اور ہمیشہ رہنے والی تھی۔ وہ مکمل طور پر پریشان سا تھا۔ فاطمہ نے جیسے ہی اسے اندر آتے دیکھا تو حیران ہوئی وہ ایسے تو کبھی گھر نہیں لوٹتا تھا۔

فاطمہ:۔ اتنی اداس کیوں ہو سب خیریت ہے؟؟

ارحم:۔ ہاں سب خیریت ہے۔

فاطمہ:۔ لگ تو نہیں رہا۔

ارحم:۔ بس تھوڑا سا پریشان ہوں۔

فاطمہ:۔ کیوں کیا ہوا ہے؟؟

ارحم:۔ ہوا تو کچھ نہیں ہے۔ میگھا کو جانتی ہو نہ تم؟؟

فاطمہ:۔ ہاں جانتی ہوں ملی بھی ہوں۔

ارحم:۔ آج اسکا رزلٹ تھا تمام طالبعلم آئے ہوئے تھے لیکن وہ نہیں آئی تھی۔

فاطمہ:۔ وقت تو بہت ہو گیا اسے میں نے بھی نہیں دیکھا۔ پتہ نہیں کیوں نہیں آئی۔ مجھ سے لاسٹ ٹائم نمبر بھی لے کر گئی تھی کہا تھا کنٹیکٹ کرے گی لیکن کیا نہیں ہے۔ کافی بدلی بدلی لگ رہی تھی۔

ارحم:- کس طرح کا بدلاؤ اس کے اندر تھا-

فاطمہ:-اسلام پر بات کر رہی تھی اور میری مدد بھی مانگ رہی تھی لیکن پھر رابطہ نہیں ہوا-

ارحم:-تو تم اس سے رابطہ کر لو؟؟

فاطمہ:-کیسے کر لوں اس کے پاس تو میرا نمبر ہے لیکن میرے پاس اسکا نمبر نہیں ہے-

ارحم:-اللہ کرے خیریت سے ہو- پتہ نہیں کیوں ایسے لگتا ہے جیسے اس سے کوئی رشتہ ہو-بہت برے رویے کے باوجود بھی لگتا ہے جیسے صدیوں سے اس سے رشتہ قائم ہو-

فاطمہ:-مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے- بہت اپنی سی لگتی ہے لگتا ہے جیسے بہت گہرا رشتہ ہو- جہاں بھی ہو سلامت ہو-

ارحم:-آمین! ثم آمین----

حورین ایک ایسی لڑکی تھی جو بچپن سے لے کر آج تک آزمائش کے دھارے میں رہی تھی اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کو اللہ کریم آزمائش میں لے لیں گے اور وہ اپنے صبر کا پھل حاصل کرنے کا وقت آتے ہی باغی ہو جائے گی- کیا ہی عجیب اور برا اس نے اپنے ساتھ کیا تھا- حورین کی مما اور بابا ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے- حورین کی امی دو بہنیں تھیں ان کا کوئی بھائی نہیں تھا بے.جی نے انہیں بہت محبت سے پالا تھا- حورین کے بابا میر احمر ثمن کو بہت پسند کرتے تھے-

ثمن بھی ایک اعلی مذہبی خاندان سے تھی- جبکہ احمر مکمل طور پر خدا کا انکاری تھا- جبکہ اپنے خاندان میں میر کے لقب سے مشہور تھے تو وہ بھی مذہبی گھرانے سے لیکن وہ خود مکمل طور پر الحاد بن چکا تھا- وقت گزرتا رہا- وقت گزرنے سے احمر کی محبت میں کوئی کمی نہیں ہوئی- انہوں نے ثمن کو پرپوز کر دیا- دل ہی دل میں ثمن کے دل میں بھی احمر کیلئے چاہت تھی لیکن ہمیشہ وہ احمر سے دور رہی تھی اس کی اصل وجہ احمر کا لادین ہونا تھا- وہ مکمل طور پر دین سے باغی تھا- یہی وجہ تھی کہ اس نے اس کے پرپوزل کو ایکسیپٹ نہیں کیا- اسے اپنے اللہ اور رسول سے جتنی محبت تھی وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی تھی- اللہ کریم نے اس میں اتنا حوصلہ رکھا تھا کہ وہ اس محبت کو اس چاہت کو بھلانے کی

پوری کوشش کرتی نہ بھی کر پاتی تو کم از کم یہ رشتہ قائم نہیں کرنا چاہتی تھی- جیسے ہی اس نے احمر کو ریجیکٹ کیا اس کیلیئے یہ سب سننا ایک عجیب امر ثابت ہوا اسے لگتا تھا اسے کوئی لڑکی کبھی انکار کر ہی نہیں سکتی ہے- کیونکہ جتنی لڑکیاں اس پر مرتی تھیں اس کے مطابق تو ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ کسی سے اس قدر محبت کرتا اور اسے ریجیکٹ کر دیا جاتا- وہ اس سب کیلیئے ہر گز تیار نہیں تھا-

وہ حجاب میں لپٹی ثمن کی طرف لپکا, مجھ میں کیا کمی ہے- خوبصورت نہیں ہوں, ہینڈ سم نہیں ہوں؟, تم سے محبت نہیں کرتا؟؟, تمہیں خوش نہیں رکھ پاؤں گا آخر کیا چیز ہے جو تمہیں مجھ سے دور کر رہی ہے جو تمہیں اس انکار کیلیئے اکسا رہی ہے جو بھی وجہ ہے مجھے بتاؤ میں نہیں رہ سکتا ہوں- مجھے تم چاہیے ہو ہر حال میں چاہیے ہو- بے پناہ محبت کرتا ہوں اتنی محبت کرتا ہوں کہ تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں اور تم چاہو تو آزما لو بلکہ ابھی اسی وقت تمہارے لیے جان دے سکتا ہوں- اس نے آخری جملہ ایک قرب سے ادا کیا- تو دے دو میں بھی دیکھوں کیسے تم اپنی جان مجھ پر نچھاور کرتے ہو اس نے پلٹ کر ایک ہی جھٹکے میں کہا اسے لگا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا اور اسے مزید پریشانی نہیں اٹھانی پڑے گی

حالات جو بھی ہیں اللہ کی طرف سے ہیں سب ٹھیک اور بہتر کرنے والی وہی ذات کریم ہے-اس کے اتنا کہنے کی دیر تھی اس نے ایک جھٹکے سے اپنی جیب سے چاقو نکالا جو وہ اکثر اپنی جیب میں رکھتا تھا-جو کہ تیز دھار لیکن بلکل چھوٹا سا تھا دیکھنے سے معلوم نہیں ہوتا تھا یہ چاقو ہے-وہ زور سے اپنی کلائی پر مارنے لگا اتنے میں ثمن کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کچھ غلط کرنے لگا ہے-وہ جھٹ سے لپکی تھی اس نے کبھی کسی نا محرم کا ہاتھ اس طرح سے چھوا نہیں تھا لیکن محبت کا جو گوشہ اسکے دل میں پنپ رہا تھا اس نے جوش مارا تھا اور وہ اس کے سامنے تھی اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے چاقو کھینچا لیکن تب تک احمر کو چاقو کی نوک نے کٹ لگا دیا تھا- لیکن گہرا کٹ لگنے سے بچت ہو گئی تھی- جلدی سے ہاسپٹل لے کر چلو خون بہہ رہا ہے-اس نے چیخ کر کہا-اللہ مجھے معاف کر دینا میں نے کیا کہہ دیا وہ ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہی تھی-ان کے شور اور اس سب کی وجہ سے ایک ہجوم جمع ہو گیا تھا-اسے ہاسپٹل پہنچایا گیا-احمر کے دوست اور وہ خود وہاں رک گئی تھی-اس کی پٹی کر دی گئی وہ بہتر تھا شکر ہے اس کی نس کٹنے سے بچ گئی تھی-ڈاکٹر نے جیسے ہی اس کی پٹی ہو جانے کی اطلاع دی وہ دوڑتی ہوئی روم کی طرف گئی احمر کے دوست کے چہرے پر سمائل آ گئی-

محبت دونوں طرف کی جنونی ہے رہ نہیں سکتے لیکن مجھے سمجھ آ رہا ہے وہ اس سے الگ کیوں

رہنے پر بضد ہے-اس نے ساتھ کھڑے اپنے دوسرے دوست سے کہا-کاش احمر ہماری بات مان لیتا اور ایک مکمل اور پرکشش زندگی جی پاتا اللہ اور اس کے رسول کے سامنے سرخرو بھی ہو جاتا-اللہ کریم اس کے لیے آسانیوں کے دروازے کھول دیتا-لیکن اب امید ہے کہ وہ اسے نہ صرف سنبھال لے گی بلکہ اللہ کی طرف بہت جلد لے جائے گی اور اللہ کریم بھی اس پر کم از کم ان دونوں کا ساتھ دیں گے-ان شاء اللہ-----

----

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ اٹھ کر باہر کی طرف آرہا تھا-اسے دیکھ کر اس کے قدم رکے تھے-اب تو یقین آگیا ہے کہ بے پناہ محبت کرتا ہوں-اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے اندر آتا دیکھ کر کہا جو مکمل حجاب میں لپٹی تھی-

اگر میں کہوں مجھے اب بھی یقین نہیں آیا تو؟؟اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا-

تو میں اس بات کا یقین نہیں کروں گا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو تم اس وقت یہاں میرے پاس نہیں ہوتی-اسنے ادھر ادھر دیکھ کر کہا-

اچھا اتنا یقین ہے؟؟اس نے اپنی دل کی دھڑکن کو دھڑکتے ہوئے محسوس کر کے گہرا سانس لے کر کہا-ہاں خود سے زیادہ تم پر یقین ہے-احمر نے ایک نظر اس کے وجود پر ڈالی جو مکمل طور پر عبائے میں چھپا ہوا تھا-

اگر مجھ پر یقین ہے تو کیا میری بات مانو گے؟؟جو میں کہوں گی وہ تمہیں سچ لگے گا-اس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا-

ہاں بلکل لگے گا کیونکہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو اور جو محبت کرتے ہیں وہ اپنے ہمسفر کو دھوکہ نہیں دے سکتے اس کا بھلا ہی چاہیں گے-

تو پھر اللہ کو ایک مان لو-مان لو کہ وہ ذات ہے مان لو کہ اس کا وجود ہے مان لو کہ تم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور غلط راستے کے متمنی ہو گئے اب اسلام کی طرف واپس لوٹ آؤ اگر تمہیں مجھ پر یقین ہے تو مان لو کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی اس رب کریم کا وجود ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے-

اسے اس کے دوست اس کے گھر والے ہر طرح سے سمجھاتے اور بتاتے آئے تھے لیکن وہی ماننے کو تیار نہیں تھا لیکن اب خاموش کھڑا اس کی باتیں سن رہا تھا کیونکہ اللہ کریم نے اس کے دل میں اتنے لوگوں کی وجہ سے اسلام کیلئے جگہ بنادی تھی لیکن آخری ضرب ثمن نے لگائی تھی-

مجھے تم اسلام سکھاؤ گی-اس نے ایک سوال کیا-

سکھاؤں گی-اس نے بس آنکھیں جھکائے اتنا ہی کہا-

مجھ سے شادی کرو گی؟؟اس نے پھر سے سوال کیا-

کروں گی-اس نے اسی طرح آنکھیں نیچے کیے ہوئے کہا-

کب کرو گی؟؟اس نے اگلا سوال کیا؟؟

جب آپ اسلام قبول کر لیں گے-اس نے آہستہ سے کہا-

ابھی کر لیتا ہوں-تو یہ وجہ تھی مجھے اپنا نا نہیں چاہتی تھی؟؟اس نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا-

ابھی قبول نہیں کریں-پہلے سوچیں سمجھیں جو سوال ہیں انہیں تلاش کریں- یا انہیں جانیں اس کے بعد قبول کریں-آپ کے تمام سوالات کے جوابات آپ کے ایک سوال کے جواب ملنے پر ختم ہو جائیں گے-جی یہی وجہ تھی-

اس نے آخر میں جواب دیا-

مجھے تم پر یقین ہے تم اگر کچھ سمجھاؤ گی تو مجھے سمجھ آجائے گا- مجھے بہت سی چیزیں وقت کے ساتھ کلیئر ہو چکی ہیں اور کچھ ہیں جن کی وجہ سے میں واپس نہیں پلٹ سکا- میری زندگی میں شادی کا کوئی فلسفہ نہیں تھا لیکن میں تمہیں پانے کے لیے شادی کے لیے تیار ہو گیا- اور مجھے سمجھ آگیا اس محبت میں کہ اسلام نے صرف شادی ہی کیوں ضروری قرار دی- تو اب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں- تم سہی کہہ رہی ہو مجھے صرف ایک سوال کی ضرورت ہے جو مجھے سمجھ نہیں آیا جسے سمجھنے کی مجھے ضرورت ہے- تم مجھے سمجھا دو- اگر تمہارے سمجھانے میں مکمل دلیل ہوئی تو میں دل سے اسلام قبول کر لوں گا-

ٹھیک ہے آپ کو گھر جانا چاہیئے ہے- کل یونیورسٹی میں آپ کے سوال پر بات کرتے ہیں- اور یہ ہماری پہلی اور آخری نشست ہو گی- صرف اور صرف آپ کو راہ راست پر لانے کے لیے میں ایسا کروں گی- میں کچھ ایسا لاؤں گی- جسے پڑھنے کے بعد آپ کو سوال کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی- اس نے آرام سے کہا-

تمہیں اپنے رب پر اتنا یقین ہے-اس نے اس کی طرف ایک نظر دیکھ کر کہا-

ہاں بلکل یقین ہے-جیسے آپ کو مجھے بنا دیکھے محبت ہو سکتی ہے-آپ کو یقین ہے کہ میں ویسی ہو نگی جیسا آپ سوچتے ہو تو بنا دیکھے اتنی محبت کا ہونا معمولی بات نہیں ہے-تو مجھے بھلا اپنے رب کو دیکھے بغیر کیسے یقین نہیں آئے گا-جو مجھے ہر چیز سے نواز رہا ہے-

اس کی باتوں میں ایک سحر تھا جس میں وہ جکڑ رہا تھا-اسے یقین ہونے لگا تھا وہ سچ کہہ رہی ہے-اسے بہت جلد ایمان لانا تھا-اس کی باتوں سے,اس کے اتنے یقین سے اسے لگا تھا وہ ایمان لے آئے گا-اس کے سوالوں کے جواب صرف اسی کے پاس ہیں-وہ سوچ کر رہ گیا-

اور وہ اسے اللہ حافظ کہتے چل دی-اور وہ بھی اپنی سوچ کے بھنور سے باہر نکلا-اور اپنے دوستوں کی طرف چل دیا-اور اس کے چہرے پر مسکان دیکھ کر انہیں بھی بہت کچھ سمجھ آ گیا تھا-

----

رات تھی کہ کٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ مسلسل ٹہل رہا تھا-اسے کوئی بھی سوال سوچنے کی ضرورت نہیں تھی-اس کے ذہن میں سوال تھا تو صرف ایک سوال تھا جسے اسے جاننا تھا-اور وہ تھا-کسی ایسی ہستی کا وجود ثابت کرنا جس نے اس دنیا کو بنایا-بس اسے تو اس سے ملنا تھا-اور جاننے کے بعد مکمل پر اس کا ہونا تھا-اسے یقین ہو چلا تھا کہ وہ اسے سمجھا لے گی-

اور وہ بھی رات بھر جاگ کر مختلف بکس, آرٹیکل جانے کیا کچھ پڑھ چکی تھی- بلآخر اسے وہ آرٹیکل مل گیا جس پر اسے یقین تھا کہ اسے پڑھنے کے بعد اسے سننے کے بعد وہ ایمان لے آئے گا- اسے مزید کسی سوال کے جواب کی ضرورت نہیں پڑے گی-

جیسے ہی وہ صبح پہنچی وہ پہلے سے ہی یونیورسٹی کے گیٹ پر اس کا انتظار کر رہا تھا- مسلسل ٹہل رہا تھا- وہ یہ دیکھ کر تھوڑی سی خوش ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنجیدہ ہو گئ- اور آگے بڑھنے لگی- ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ وہ دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا- بلاشبہ وہ ایک خوبصورت شکل و صورت کا نوجوان تھا- پوری یونیورسٹی کی لڑکیاں اس پر مرتی تھیں اور وہ صرف گیٹ سے اندر آتی اس لڑکی پر مرتا تھا- کل جو کچھ ہوا تھا اس کے بعد پوری یونیورسٹی میں یہ بات پھیل گئ تھی کہ وہ کس سے بے پناہ پیار کر بیٹھا ہے جسے اس نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے- ہر طرف اس کی محبت کھل کر سامنے آ گئ تھی- ایسا ہونا نہیں چاہیے تھا لیکن اس کے جنون کی وجہ سے ایسا ہو گیا تھا-

اتنی لیٹ آئی ہو؟؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔اس کے پاس آتے ساتھ ہی اس نے کہا۔

سب دیکھ رہے ہیں کچھ خیال کریں۔میں اپنے وقت پر آئی ہوں آپ جلدی آچکے ہیں اس نے ایک پیپر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

سوری! یہ کیا ہے؟؟

آرٹیکل ہے جس میں آپ کے سوال کا مکمل جواب دیا گیا ہے۔اسے پڑھ لیں میں کلاس لے لوں فری ہو کر میں آپ سے ملتی ہوں لائبریری میں ٹھیک 10 بجے آپ آجانا۔

اس نے سر کو ہاں میں ہلایا اور سائڈ پر ہو گیا۔وہ آگے چل دی۔اب جو ہو چکا تھا جس کا سب کو پتہ چل چکا تھا وہ اب خود بھی اس سب کو ٹھیک نہیں کر سکتی تھی۔اس لیے اس نے لوگوں کی نظروں کو نظر انداز کر دیا۔اور لیکچر لینے کے لیے چل دی۔

اور وہ ایک کونے میں بیٹھا آرٹیکل کھول کر پڑھنے لگا۔

میرے استاد نے مجھے ایران سے آئی ایک سٹوڈنٹ سے بات کرنے کے لیے کہا جو علی الاعلان اسلام چھوڑ چکی تھی۔

میں نے اسے ڈاکٹر صاحب کا حوالہ دے کر ملنے کا وقت مانگا۔

ملاقات ہوئی اور جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ بات اسلام سے متعلق ہے تو وہ کہنے لگی میں اٹھائیس سال ایران میں اسلام دیکھ کر ہی یہاں آئی ہوں اگر اسی اسلام کی بات کرنے آئے ہو تو اپنے اسلام سمیت یہاں سے چلے جاؤ۔

میں نے کہا نہیں میں تو اس اسلام کی بات کرنے آیا ہوں جو قرآن بتاتا ہے۔ایران اور سعودی عرب میں جو کچھ موجود ہے میں اسے اسلام کا چربہ سمجھتا ہوں۔

وہ یہ سن کر کچھ نرم پڑی لیکن کہنے لگی میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ میں کائنات میں اور کائنات خود ایک حادثے کے باعث موجود ہیں۔

میں نے کہا چلیے ہم یہ مان لیں گے لیکن کیوں نہ کائنات اور ہمارے نفس میں موجود ان نشانیوں کی بات کر لیں جن پر قرآن غور کرنے کو کہتا ہے۔ پھر اللہ نہ ملا تو تم اکیلی کیوں اسلام سے نکلو اکٹھے ہی چلیں گے۔ وہ مان گئی۔

میں نے اسے کہا تم نے کبھی سوچا قرآن میں اللہ یہ کیوں کہتا ہے کہ تم میری ایک بھی نعمت کا شمار نہیں کر سکتے۔

وہ بولی ایک نعمت کا شمار کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔ ایک تو ایک ہی ہے ایک کا شمار کون کرتا ہے۔ میں نہیں جانتی تھی قرآن میں اتنی مزاحیہ باتیں بھی ہیں۔

میں بولا چلو ایک نعمت کا شمار کرتے ہیں۔

ہم تین دن سے ایک آدھ گھنٹے کے لیے ایک نعمت کا شمار کر رہے ہیں۔

میں نے اُس مُلحد ایرانی لڑکی سے کہا، چلیے میں تھوڑی دیر کے لیے تُمھاری بات مان لیتا ہُوں کہ کائنات کے اس خاص حصے یعنی زمین پر تُمھاری موجودگی ایک حادثہ ہے۔ حادثے کی دین ہی سہی, تُم اس زندگی کو ایک نعمت تو مانتی ہو نہ۔

وہ کچھ کنفیوز ہو گئی اور بولی نعمت کہوں گی تو تُم کہو گے یہ نعمت دینے والا بھی کوئی ہو گا، کیا تُم یہی گھسی پٹی دلیل لے کر آئے ہو۔

میں نے کہا تُم کنکلیوژن پر چھلانگ کیوں لگاتی ہو, تُم بھول گئیں کہ ہم تُمہاری بات مان کر آگے بڑھ رہے ہیں کہ کائنات اور زندگی ایک حادثہ ہے-میرا سوال تو بہت سادہ ہے کیا تُم اس بات پر خوش ہو کہ اس حادثے کے باعث تمہیں زندگی ملی۔

وہ بولی ہاں یہ اتفاق حسین ہے۔ میں نے پھر پُوچھا گویا زندگی کو تُم بہر حال نعمت سمجھتی ہو۔ وہ کہنے لگی ہاں زندگی ایک نعمت تو ضرور ہے۔

میں اُس کے اس اقرار سے خُوش ہُوا اور کہا چلیے اب اِس نعمت کو شُمار کرتے ہیں۔

وہ مسکرا کر کہنے لگی یعنی اب تُم قرآن کی اُس بات کی طرف آرہے ہو کہ تُم اللہ کی ایک نعمت کو بھی نہیں گِن سکتے۔

میں نے کہا کیا تُمہیں خوشی نہیں ہو گی اگر تُم اسے گِن کر قُرآن کا دعٰوی جھوٹا ثابِت کر دو اور تُمہیں میری شکل میں ایک ایسا دوست مل جائے جو اسلام چھوڑ کر تُمہارا ہم نوا ہو جائے۔

اُس نے مسکراتے ہُوئے کہا چلو پھر گنتے ہیں اس نعمت کو۔

میں بولا زندگی ایک ایسی حقیقت ہے جسے دُنیا میں برقرار رہنے کے لیے کئی لوازمات کی ضرورت ہے, جیسے آکسیجن، پودے اور پانی۔ کیا ہمیں زندگی کے ان لوازمات کو زندگی میں ہی شمار نہیں کرنا ہو گا؟

وہ بولی ہاں ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ان تین کے علاوہ دس ایسی چیزیں اور ہیں جو زندگی کے لیے ضروری ہیں یہ ہو گئے دس لوازمات اور یہ لو، گِن لی ایک نعمت۔ اب قرآن کے دعوے کا کیا کریں جو کہتا ہے تُم ایک نعمت نہیں گِن سکتے؟

میں نے کہا تُم پھر کنکلیوژن پر جمپ کر رہی ہو. ابھی تو مجھے پانی کے بارے میں بات کرنی ہے اُس کے بعد سینکڑوں دوسرے لوازمات کے بارے میں جو میرے علم میں ہیں۔

وہ ہنس کر بولی یعنی ہماری بات اگلے کئی دن چلے گی۔

میں نے کہا کئی سال بھی مکالمہ جاری رہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم اپنے یہاں موجود ہونے کی وجہ ہی تو ڈھونڈ رہے ہیں۔

وہ بولی چلو پھر پانی کی بات کرو۔

میں نے کہا ٹھیک ہے اب بیس منٹ میں بولتا جاؤں گا تُم سُنتی جانا جو سوال ہو اپنے نوٹس میں لکھتی رہو آخر میں پُوچھنا۔

اُس نے سر ہلاتے ہُوئے اپنی نوٹ بُک کھول لی اور ایک پیج پر بڑی سی ہیڈ نگ "مذ ھبی فضولیات" لکھ کر اُس ہیڈ نگ کے نیچے لائن لگا دی۔

پھر مجھے اپنے لکھے کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو جھینپ کر بولی میں شر مندہ ہُوں لیکن مجھے فخر ہے میں بد دیانت نہیں جو دل میں ہو گا وہی کہوں گی۔

میں نے کہا شر مندگی کی کوئی ضرورت نہیں دیانت ہی چاہیے۔مجھے یقین ہے میری بات بھی تُم اسی دیانت داری سے اپنے دل میں پراسس کرو گی۔

وہ بولی یقیناًایسا ہی ہو گا۔اب تُم بیس منٹ بول سکتے ہو میں دخل انداز نہیں ہوں گی۔میں نے بولنا شروع کیا۔۔

دیکھیے! زندگی جو ایک نعمت ہے, کے ہزاروں لاکھوں یا شاید کروڑوں لوازمات میں سے ایک اہم چیز پانی ہے۔

اب یہ تو سائنس بتا چکی کہ زمین جب بنی اس میں باہر سے جتنا پانی آیا تھا اُس کے بعد نہیں آیا۔

قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ پانی باہر سے ہی زمین پر آیا تھا۔

لیکن اس نکتے پر پھر بات کریں گے اسے اپنے نوٹس میں لکھ لو اور غور کرو جب حادثے سے دُنیا بن گئی اور مزید پانی بھی نہیں آیا تو پھر زمین پر پانی ختم کیوں نہیں ہُوا؟

اس کی وجہ مبیّنہ حادثے سے ہی زمین کے گرد بننے والی وہ اوزون کی تہہ ہے جو نہ صرف سورج سے نکلنے والی مہلک ریڈی ایشن کو زمین پر پہنچ کر زندگی ختم کرنے سے روک لیتی ہے بلکہ اُس پانی کو بھی ایک حد سے اُوپر نہیں نکلنے دیتی جو سمندروں سے بھاپ بن کر بظاہر ضائع ہو جاتا ہے۔

اگر یہ اوزون کی تہہ نہ ہوتی تو زمین کا پانی ختم ہو جاتا۔

بات یہیں ختم نہیں ہُوئی۔ جب یہ پانی جو کہ کھارا اور پینے یا خُشکی کے پودوں کے قابل نہ تھا, اوپر جاتا ہے تو وہاں بجلیاں کڑکنے سے اس میں نائٹروجن بھی شامل ہو جاتی ہے جو پودوں کے لیے ضروری ہے اور بارش کے ذریعے نیچے آتے ہُوئے اس کا کھارا پن بھی جاتا رہتا ہے۔ کیسا خُوبصورت حادثہ تھا کہ اس نے ان باریکیوں کا بھی خیال رکھا۔

ابھی بات ختم نہیں ہُوئی۔

چونکہ پانی خُشکی کا دو تہائی سے بھی زیادہ ہے اس لیے سمندروں سے بھاپ بن کر اُڑنے والا پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر یہ سارا نیچے آجائے تو زمین ڈوب جائے۔

حادثے نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ چند فیصد بھاپ بارش کی شکل میں بنجر زمین سیر اب کیا کرے اور باقی بھاپ اوپر صاف ہو کر برف کی شکل میں نیچے آئے۔اُس میں سے بھی کچھ پگھل جایا کرے باقی گلیشیئرز کی صورت محفوظ ہو جائے اور اُن دنوں میں بھی آہستہ آہستہ پگھل کر زندگی کو فلٹرڈ پانی دیتی رہے جب بارشیں نہ ہوں۔

ذہن میں یہ سوال اٹھے گا کہ سمندر کا پانی کھارا ہی کیوں ہے؟ یہی صاف ہوتا تو زندگی کی حفاظت کے لیے باقی حادثوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

دیکھیے! اگر سمندر کا پانی کھارا نہ ہوتا تو وہ آبی مخلوقات ہی نہ ہوتیں جو صرف کھارے پانی میں زندہ رہ سکتی ہیں اور اُن کی زندگی انسانوں سمیت زندگی کی دیگر شکلوں کے لیے بہت ضروری تھی۔

اب حادثے کا ایک اور کرشمہ دیکھیے کہ سمندر میں موجود زندگی کی حفاظت کے لیے حادثے پر حادثہ یہ ہُوا کہ پانی جو زمین پر حادثاتی طور پر آیا تھا کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جمے تو نیچے کی بجائے اوپر آتا ہے۔

یعنی اوپر سے جو پانی برف کی شکل میں گلیشیئرز بن کر خُشکی پر رہا وہ تو زندگی بچا ہی رہا ہے جو باقی برف سمندر پر گری وہ ڈوبنے یا نیچے جانے کی بجائے پانی کی سطح پر رہتی ہے۔

وہ سطح سردیوں میں موٹی ہو جاتی ہے اور سردیوں میں سردی نیچے پانی میں نہیں جانے دیتی جہاں وہ کروڑوں مخلوقات زندہ ہی نہ رہیں اگر باہر کی شدید سردی سے پانی ایک خاص حد سے ٹھنڈا ہو جائے۔

کتنے کمال کے حادثے ہیں جو مسلسل ایک دوسرے سے مل کر کام کر رہے ہیں اور مزید کوئی ایسا نیا حادثہ بھی نہیں ہُوا جو تسلسل سے ہونے والے حادثوں کا تسلسُل اور وہ فریکوئنسی توڑ دے جو ہلکی سی بھی بدل جائے تو وہ زمین پر ہر قسم کی زندگی کا آخری دن ہو۔

گویا حادثے میں ایسے کسی حادثے سے ہمیشہ کے لیے بچنے کا انتظام بھی حادثاتی طور پر موجود تھا تاکہ زمین پر حادثاتی طور پر پیدا ہونے والی زندگی کسی حادثے کے باعث ختم نہ ہو جائے۔

دیکھیے ! یہ ساری کہانی آسمان کے ہماری زمین سے اُڑنے والے پانی کے واپس لوٹ آنے سے شروع ہُوئی تھی اور جس دین کی بات میں تُم سے کرنے آیا ہُوں اُس کا بھیجنے والا قرُآن میں کہہ رہا ہے کہ ہم نے جو آسمان بنایا اس کی یہ صفت رکھی کہ وہ واپِس کرنے والا ہے۔

وہ جو آنکھیں بڑی کیے سُن رہی تھی بولی واؤ یہ قرآن میں کہاں لکھا ہے؟؟

جب اُس ملحد لڑکی نے مجھے ٹوکا تو لگا جیسے میں اُس منظر سے باہر نکل آیا ہُوں جو اللہ کی ایک نعمت کا شُمار کرتے ہُوئے میرے لاشعور میں چل رہا تھا۔

یہی طے ہُوا تھا نا، تُم اپنے سوالات " مذہبی فضُولیات" والی ہیڈنگ کے نیچے لکھتی رہو گی اور اپنی باری پر پُوچھو گی میں نے اُس سے پُوچھا تو وہ بولی سوری رہا نہیں گیا، یہ بہت سرپرائزنگ ہے کہ قرآن نے تمہارے بقول آسمان کو لوٹانے والا کہا ہے اور ہماری ڈسکشن سے یہ تو واضع ہے کہ اوزون میں پانی لوٹانے والی صفت نہ ہوتی تو زمین پر زندگی پیدا ہی نہ ہو سکتی۔ تبھی مجھے تجسس ہوا کہ دیکھوں قرآن میں آسمان کے لوٹانے کی خصوصیت کا کہاں ذکر ہے۔

میں نے اُسے سُورۃ الطارق کی گیارھویں آیت دکھائی، قرآن کے تراجم عمُوماً الرَّجۡعِ کا سادہ سا مطلب کرتے ہیں۔ میں نے اُسے قرآن کی چھے الگ الگ تفاسیر اور لغت دکھائی تو وہ کہنے لگی ہاں ٹھیک ہے ابھی تک تُم اپنا کیس ٹھیک پیش کر رہے ہو۔ آگے دیکھتے ہیں۔

میں بولا لیکن تُم اب سوال لکھتی رہو گی اور اپنی باری آنے پر پُوچھو گی۔

اُس نے ہاں میں سر ہلایا تو میں اپنی بات جاری رکھتے ہُوئے بولا میں تُمہیں پانی اور خُشکی کا وہ تناسُب بھی قرآن میں دکھا سکتا ہُوں جو اس وقت زمین پر موجود ہے۔ چاہو تو اس نکتے کو

اپنے نوٹس میں ایڈ کر لو ہم پانی پر مزید بات کر سکتے ہیں لیکن اب تُم نے ردّم توڑ ہی دیا ہے

تو کیوں نہ ہم اُس حادثے کی طرف چلیں جس نے یہ دُنیا تشکیل دی تھی۔

وہ بولی ویسے تو میں اپنے بارے میں جاننا چاہتی ہُوں کہ میں یہاں کیوں ہُوں لیکن تم پیچھے

جانا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن پہلے مجھے اس آیت کے لفظ کی تشریح کی

تصویریں لینے دو۔

وہ تصویریں لینے لگی تو میں نے پُوچھا یہ بتاؤ تُمہارا فون کیا جدید ترین ہے۔

وہ بولی چند مہینے پُرانا ہے لیکن جدید ترین کے قریب ہے۔

اس کا کیمرہ کتنے میگا پکسلز کا ہے میں نے پُوچھا۔ وہ بولی شاید بارہ میگا پکسلز کا ہے۔

میں بولا کیا تُم جانتی ہو جو حادثہ تُمہاری اور تم جیسے اربوں انسانوں کی تخلیق کا باعث بنا وہ اتنا

شاندار تھا کہ اُس نے تُمہاری آنکھوں میں پانچ سو چھیتر میگا پکسلز کے دو کیمرے نصب کر

دیے ہیں یہ کیمرے جو تصویریں کھینچ کر تُمہارے دماغ کو بھیجتے ہیں وہ اتنے وقت میں ان

تصویروں میں موجود ایک کروڑ سات لاکھ رنگ اور دیگر چیزیں شناخت کر سکتا ہے جو

ایک سیکنڈ سے بھی اتنا کم ہے کہ ہم اُسے ماپ نہیں سکتے۔

اس حادثے سے صرف یہی نہیں ہوا بلکہ اُس حادثے نے تُمہارے جسم میں بارہ ایسے پیچیدہ ترین نظام تشکیل دیے جن کی تمام جزئیات ہم ابھی تک نہیں جان پائے ہیں اور حادثاتی طور پر یہ سب نظام مل کر کام کرتے ہیں تاکہ تُمہاری زندگی برقرار رہے۔ لیکن ہم تُمہاری بات بعد میں کریں گے پہلے ابتدائی حادثے کی طرف چلتے ہیں۔

اُس کی سوچتی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اُس کی خود سے جنگ جاری ہے۔ ہُوں ہاں کیے بغیر وہ میری طرف دیکھتی رہی۔

میں نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا، کیا سائنس معلوم کر چکی کہ کائنات کی لمبائی چوڑائی کتنی ہے؟

وہ بولی یہ ممکن نہیں ہے۔

میں نے کہا میں جانتا ہوں کیوں کہ سائنس اب کہتی ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے، قرآن نے چودہ سو سال پہلے یہی کہا تھا نوٹ کر لو میں ریفرنس دوں گا۔

بائبل سمیت ساری دنیا پچھلی صدی تک سُورج کے ساکن ہونے کو یُونیورسل ٹرتھ کہتی تھی قرآن نے چودہ سو سال پہلے کہا تھا کہ سبھی ستارے سیارے اپنے لیے طے کردہ مداروں میں گھوم رہے ہیں۔

اب یہ بات کامن سینس کی بات ہے لیکن چودہ صدیوں پہلے کی دُنیا میں تصور کروایسا کون سوچ سکتا تھا۔

میں نے دیکھا وہ اپنے سوالات لکھ رہی ہے۔

میں نے کہا تُم مانتی ہو چودہ ارب سال پہلے ایک دھماکے کے ذریعے یہ کائنات بنی تھی، میں یہ پُوچھوں گا ہی نہیں کہ جس نے ڈھائی سو ارب سے زیادہ کہکشائیں تشکیل دیں, وہ دھماکہ ہُوا کس چیز میں تھا، دھماکے پہلے کیا تھا، کیا یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور آخری دھماکہ تھا یا ایسے حادثے کہیں اور بھی ہُوئے, میں پُوچھ بھی لوں تو کیسے جواب دو گی سائنس تو ابھی یہ سب جانتی ہی نہیں.

میں تو اس حادثے کی خوبصورتی کی طرف تُمہیں متوجہ کرنا چاہتا ہُوں دیکھو خُود بخود ہونے والے اس حادثے کے نتیجے میں کھربوں سورج بنے۔ ہر سورج کے ساتھ بہت سی زمینیں بنی پھر حادثے ہی کی بنیاد پر ہماری بھی ایک زمین بنی اور حادثاتی طور پر ہی سورج کے گرد اور اپنے محور کے گرد گھومنے لگی اور گھومی بھی 23.5 ڈگری جھکاؤ پر جو اگر آدھا ڈگری بھی کم یا زیادہ ہوتا تو زمین پر زندگی نہ ہوتی۔

لیکن مان لیا ہو گیا اتفاق۔ پھر ایک اور اتفاق یہ بھی ہوا کہ یہ زمین اپنے محور کے گرد چار سو ساٹھ میٹر پر سیکنڈ کی رفتار سے اور سورج کے گرد ایک لاکھ دس ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومنے لگی۔

اگر ان دونوں سپیڈز میں چند کلو میٹر فی گھنٹہ کا بھی فرق ہوتا تو زمین پر نہ کوئی درخت اُگ سکتا نہ کشش ثقل موجودہ تناسُب میں ہوتی۔ انسانی اور نباتاتی زندگی کو ممکن بنانے کے لیے زمین کے گھومنے کی رفتار بالکل یہی ہونی چاہیے تھی جو ہے۔

کیا تُم ان اتفاقات در اتفاقات پر حیران نہیں ہو؟

وہ بالکل خاموش تھی۔ میں نے بات جاری رکھتے ہُوئے کہا کیا تُم جانتی ہو اگر زمین کے جھکاؤ کا زاویہ آدھا ڈگری بھی کم یا زیادہ ہوتا تو زمین پر موسم نہ بدلتا یعنی زندگی نہ ہوتی۔ کیا تُم اندازہ کر سکتی ہو کہ زندگی جسے تُم ایک نعمت مان چکی ہو کی تشکیل اور حفاظت کے لیے بقول تُمہارے اس خود کار حادثے نے کتنے پاپڑ بیلے ہیں۔

میں نے اُس کی آنکھوں میں نمی دیکھی تو کہا یہ پانی جو تُمہاری آنکھوں سے چھلکنے کو ہے اس پر بھی بات کریں گے کہ ان آنسوؤں کے نظام کو اس حادثے نے زندگی کی کس مدد کے لیے تُمہارے جسم میں تشکیل دیا لیکن پہلے اپنے فون میں کیلکولیٹر نکالو تا کہ میں تُمہیں دکھا

سکُوں کہ قرآن نے زمین پر پانی اور خُشکی کا وہ تناسُب کتنا ایگزیکٹ بتایا ہے جو سائنس نے آج معلوم کیا۔

اُس نے ایک لفظ بولے بغیر فون میں کیلکولیٹر کی ایپ کھولی اور میری طرف دیکھنے لگی۔

میں اُس کے چہرے کے تاثرات سے جان سکتا تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئی ہے لیکن مجھے کوئی جلدی نہیں تھی۔ میرا مقصد مسلمانوں کی تعداد میں ایک اور مسلمان کا اضافہ کبھی رہا ہی نہیں۔ میں تو یہ جانتا ہُوں کہ نبوت میرے محمد ﷺ پر ختم ہو چکی وہ اللہ کا پیغام مکمل کر کے عمل میں ڈھال کر تو دکھا گئے لیکن اپنی عصری اور انسانی مجبوریوں کے باعث دُنیا کے ہر خطے اور ہر دور کے افراد تک خود چل کر وہ پیغام نہیں لے جا سکے۔

میرے محمد ﷺ کو یقین تھا کہ ہر دور وہ سابقون ضرور ڈھونڈ لے گا جو ان کے نمائندے بن کر ان کا پیغام آگے مزید آگے پُہنچائیں گے۔

میں نے جتنے مرد و خواتین کو بھی اسلام میں داخل کیا یہی سوچ کر کیا کہ یہ لوگ نبی ﷺ کی وہ نمائندگی کریں گے جو پیدائشی مسلمان فرقوں کی لڑائی میں الجھ کر بھلا بیٹھے ہیں۔

ایمان کنوِ کشن کے ساتھ نہ ہو تو ابو بکرؓ، عُمرؓ، عُثمانؓ علیؓ اور عائشہؓ اور فاطمہؓ جیسے مسلمان پیدا نہ ہوں گے، وہ نہ ہوئے تو ختم نبوّت کی عملی دلیل کون بنے گا۔

وہ بولی, میں مانتی ہوں تم یہ نے یہ ثابت کر دیا کہ کائنات کا بننا حادثہ نہیں تھا, اسے واقعی کسی خدا نے ہی بنایا تھا۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ثابت کرو گے کہ قرآن تمہارے بیان کردہ اللہ نے ہی بقول تمہارے مکہ میں پیدا ہوئے ایک شخص پر نازل کیا تھا۔

میں نے کہا بس یہی ثابت کرنے میں دیر لگتی ہے جو تم نے مان لیا۔

اس حقیقت کو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے میں ایک منٹ میں ایک معمولی مکھی سے ثابت کر دونگا۔

وہ زور سے ہنس پڑی اور بولی ہاں پہلے دن تم مجھے بالکل پاگل لگے تھے۔ شکل سے بھی لگتے ہو لیکن اب مجھے شک نہیں کہ تم ایسا نہیں کر سکتے, لیکن میں سننا چاہتی ہوں۔

میں نے پوچھا یہ بتاؤ تمہاری سائنس نے کب ثابت جانا ہے کہ شہد بنانے کا سامان مادہ مکھی جمع کر کے لاتی ہے نر مکھی نہیں۔

وہ اپنے فون پر گوگل سے یہ معلومات تلاش کرنے لگی اور تھوڑی دیر بعد اس سلسلے میں ایک تحقیق میرے سامنے رکھ دی جو اس کی تفصیل بتاتی تھی۔

میں نے فون اس سے لیے بغیر کہا مجھے اس میں دلچسپی نہیں۔ تم بس یہ بتاؤ کہ جو سائنٹیفک ریسرچ نے اب جانا ہے قرآن نے وہ چودہ سو سال پہلے کیسے کہہ دیا کہ اللہ نے شہد کی مادہ مکھی کو شہد بنانے کا طریقہ وحی کیا۔

اب میرے سوال کا جواب دو چودہ صدیوں پہلے یہ حقیقت کون جان سکتا تھا کہ شہد نر نہیں مادہ مکھی بناتی ہے۔

وہ پی ایچ ڈی سٹوڈنٹ تھی، دلیل ہی ریسرچ سٹوڈنٹ کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے۔

بغیر ہچکچائے بولی۔۔ گاڈ۔

پھر بولی دکھاؤ مادہ مکھی کہاں لکھا ہے قرآن میں۔

میں نے اسے فَاسۡلُكِي کا لفظ دکھایا وہ اس لفظ کی گوگل سے تشریح دیکھتی رہی پھر بولی ہاں یہی مطلب ہے۔

مغرب کا وقت تھا میں نے کہا چلو مسجد چلتے ہیں۔ وہ بولی ہاں ایک لمحہ ضائع کیے بغیر۔ میں نے کال کر کے ان پروفیسر صاحب کو بھی مسجد آنے کے لیے کہہ دیا جنہوں نے مجھے اس لڑکی سے ملنے کا کہا تھا۔

Novel Hi Novel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول کی ویب سائیٹ یا "صداقت آن لائن ڈائجسٹ، صائمہ آن لائن ڈائجسٹ یا سپر ریڈنگ میٹریل میں بھی دینا چاہتے ہیں تو بھی رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

Www.NovelHiNovel.Com

NovelHiNovel

NovelHiNovel@Gmail.Com

Support@NovelHiNovel.Com

03155734959

جاری ہے

اگلی قسط صرف ناول ہی ناول پر

Www.NovelHiNovel.Com

Novel Hi Novel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول کی ویب سائیٹ یا "صداقت آن لائن ڈائجسٹ، صائمہ آن لائن ڈائجسٹ یا سپر ریڈنگ میٹریل میں بھی دینا چاہتے ہیں تو بھی رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

Www.NovelHiNovel.Com

NovelHiNovel

NovelHiNovel@Gmail.Com

Support@NovelHiNovel.Com

03155734959